السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سجدہ جاتے ہوئے پہلے ہاتھ رکھنے کی حدیث پر کیا کیا قدحین اور جرحین کی گی ہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

پہلی جرح : یہ حدیث غریب ہے (یعنی : ایک ہی سند سے مروی ہے) ترمذی فرماتے ہیں : ''غریب لا نعرفه من حدیث ابی الزناد الا من ہذا الوجه ،،.

امام بخاری فرماتے ہیں : ''ان محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی لایتابع علیه، وقال : لاأدری أسمع من ابی الزناد أم لا ؟ .

ج : یہ جرح جرح نہیں ، نہ مضر ہے ۔ اس لیے کہ محمد بن عبداللہ بن حسن ثقہ ہیں (تقریب التہذیب ص : 487) ۔ خلاصہ کتاب الاعتبار ص :44) میں ہے : ''ثقة النسائی ،، (تہذیب الکمال فی اسماء الرجال 25/466 ، تہذیب التہذیب 6/225) پس یہ غرابت اور عدم متابعت مضر نہیں رہا۔ امام بخاری کا یہ فرمانا کہ معلوم نہیں ، انہوں نے ابی الزناد سے سنا ہے یا نہیں !؟ یہ بھی کچھ مضر نہیں کیونکہ امام بخاری نے اپنا عدم علم بیان کیا ،اورعدم علم سے عدم شئ لازم نہیں ۔ پس اس سے سماعت کی نفی نہیں ہوسکتی ۔ اگرچہ یہاں روایت بلفظ ''عن ،، وارد ہے ۔ اس لیے کہ مدلس کا عنعنہ مضر ہوتا ہے اور محمد بن عبداللہ مدلس نہیں ۔

دوسری جرح : ''قال الدارقطنی : تفرد به الدراروری عن محمد بن عبداللہ المذکور،، (سنن الدارقطنی 1/346)یعنی : ''اس حدیث کی سند میں الدراوردی محمد بن عبداللہ سے روایت کرنے میں منفرد ہیں،، اوران کی نسبت خلاصہ کتاب الاعتبار میں ہے : ''ثقة کثیر الحدیث یغلط قونه البخاری بأخر،، . (تہذیب الکمال 18/187-194 ، وقال فیه الحافظ ابن حجر العسقلانی : صدوق کان یحدث من کتب غیره فیخطیٔ ، قال النسائی : حدیثه عن عبداللہ العمری منکر ، ووثقة أیضا مالک یحی ابن معین ، ولم اجد ہذا فی کتاب الاعتبار للحازمی –التقریب ص : 358)

ج : قال المنذری فیما قال الدارقطنی فیه نظر ، فقد روی نحوه عبداللہ بن نافع عن محمد بن عبداللہ ، وأخرجه ابوداؤد والنسائی والترمذی من حدیثیه ،، (سنن الدارقطنی 1 346) ، یعنی : ''دارقطنی کے اس قول میں (کہ اس کوصرف دراوردی نے محمد بن عبداللہ سے یہ روایت کیا ہے) نظر ہے ، اس لیے دراوردی کے علاوہ اس حدیث کو محمد بن عبداللہ سے نافع نے بھی روایت کی ہے ، اوراس کوابوداؤد ، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے (چنانچہ راقم الحروف نے ابوداؤد کی روایت بھی نقل کردی ہے) ۔

تیسری جرح : من حیث المعنی ہے ، وہ یہ ہے ''قال التوربشتی : کیف نہی عن بروک البعیر ثم أمر بوضع الیدین قبل الرکتبین ؟ . والبعیر یضع قبل الرجلین !''یعنی : ''پہلے اونٹ کے بیٹھک سے منع کیا ، اور پھر حکم دیا کہ پہلے ہاتھ رکھنا چاہیے ۔ حالاں کہ اونٹ بیٹھنے میں پہلے ہاتھ رکھتا ہے ،، اسی کے قریب وہ جرح ہے ،جسے بعض لوگوں نے یہ تعبیر کیا ہے کہ اول حدیث آخر کے متناقض ہے ۔ یا بعض لوگوں نے کہا کہ اس حدیث میں انقلاب ہے ۔ اصل میں یوں تھا : ولیضع قبل یدیه (زادالمعاد 1 217).

ج : ملاعلی قاری حنفی اس کے جواب میں فرماتے ہیں : ''والجواب أن الرکبتین من الانسان فی الرجلین ، ومن ذوات الأربع فی الیدین ،، (مرقاة المفاتیح 2 325 ، مرعاة المفاتیح 3 217) ، یعنی : ''اس کا جواب یہ ہے کہ کہ انسان کے پاؤں میں گھٹنا ہوتا ہے اورچادپایوں کے ہاتھ میں ،، ۔ خلاصہ یہ کہ انسان کے ہاتھ میں جس ''مفصل ،، کو ''رفق ،، کہتے ہیں ، اسی ''مفصل ،، کو چارپایوں میں ''رکبہ ،، کہتے ہیں ۔ پس معنی درست اور ٹھیک ہوگیا کہ جس طرح اونٹ بیٹھنے میں اپنا گھٹنا پہلے رکھتا ہے (جو اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے) ایسا تم مت کرو ، بلکہ تم بجائے گھٹنا پہلے رکھنے کے پہلے ہاتھوں کو رکھو۔

اور یہ قول ملاعلی قاری کا نہایت درست و صحیح ہے کہ (چارپایوں کے اگلے پاؤں میں گھٹنے ہوتے ہیں) اس کی سند میں صحیح بخاری کی وہ حدیث ہے ، جو ہجرت سے تعلق رکھتی ہے ۔ جس میں سراقہ بن مالک کا قول منقول ہے : '' (ساخت یدا فرسی فی الأرض حتی بلغتا الرکبتین ،، (بخاری مع الفتح کتاب مناقب الانصار باب ہجرة النبی صلی اللہ علیه وسلم وأصحابه الی المدینة (3506) 7/38

یعنی : ''جب میں آں حضرت ﷺ کے تعاقب میں چلا اور آپ ﷺ کے قریب ہوگیا ، تو آپ ﷺ نے بدعا کی ، اس سے میرے گھوڑے کے اگلے پاؤں زمین میں دھنس گئے ۔ یہاں تک کہ گھٹنوں تک پہنچ گئے ،، ۔

قال فی عون المعبود (3/249) : ''قلت : إن القول بأن الرکبة من ذوات الأربع فی الیدین ، یدل علی صحة قول سراقة بن مالک : ساخت یدا فرسی حتی بلغتا الرکبتین فی حدیث الهجرة ، رواه البخاری ،، یہیں سے اس کا جواب بھی ہوگیا ، جو علامہ ابن قیم نے ''زادالمعاد ،، (1 215) میں لکھا ہے کہ کلام سمجھ میں نہیں آتا اور لغت کے خلاف ہے ۔ قال فی العون (3/249) : ومن ہہنا ظہر أن القول بأن الرکبة فی ذوات الأربع فی الیدین ، لیس کلاما لا یعقل ، ولا یعرفه أہل اللغة ،، کما قال العلامة ابن القیم فی زاد المعاد (1/225).

انقلاب روایت کا جواب بھی اسی سے ہوگیا کیوں کہ قائلین انقلاب محض عدم تدبر سے انقلاب کے قائل ہوتے تھے ۔ اگر تدبر کئے ہوئے تو معنی درست ان کی سمجھ میں آجاتا تو انقلاب یا تناقض نہ فرماتے ،، ۔

اگر یہ کہا جائے کہ انقلاب کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو ابن ابی شیبہ میں مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں : ''عن محمد بن فضیل عن عبداللہ سعید عن جده عن ابی ہریرة عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال : إذا سجد أحدکم فلیبدأ

برکبتیه قبل یدیه ولایبرک بروک الفحل ،، (مصنف ابن ابی شیبۃ 1/263 ، السنن الکبری للبیہقی 2/100) اسی سند سے اس کو ابن ابی داوٗد روایت کرتے ہیں ۔

ج : اس کا یہ ہے کہ ان دونوں روایتوں میں عبداللہ بن سعید ہیں ، جن کی نسبت حاکم جیسے متساہل '' ذاہب الحدیث ،، (تہذیب الکمال 15/33 تہذیب التہذیب 5/209) ، امام احمد نے '' منکرالحدیث ،، ، ابوزرعہ نے '' ضعیف الحدیث لایوقف منه علی شئ (الجرح التعدیل 5/71) ، اور یحیی بن معین نے '' لایکتب حدیثه ، لیس بشئ ،، (تہذیب الکمال 15/33) ، لکھا ہے) : جو ذرا قابل اعتبار نہیں ہے کہ اس سے انقلاب ثابت ہو ۔

چوتھی جرح : اس روایت میں اضطراب ہے ۔

ج : جرح بھی قابل التفات نہیں ، جرح کرنے والے صاحب نے تدبر سے کام نہیں لیا ، کیوں کہ محدثین کی اصطلاح میں جو اضطراب کی تعریف کی ہے اسے دیکھنا چاہیے کہ وہ معنی یہاں پائے جاتے ہیں یا نہیں ؟ رہا یہ کہنا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دونوں روایتیں آئی ہیں ، غلط ہے ۔ کیونکہ بسند صحیح حضرت ابوہریرہ سے سجدہ جاتے ہوئے گھٹنے رکھنے کی روایت نہیں آئی ہے کہ اضطراب ثابت ہو ۔

اسی طرح مدرج کہنا بھی عدم تدبر پر مبنی ہے ، کیونکہ کہ مجرد احتمال سے جو شئ بلا دلیل ہو ۔ یا محض کسی راوی کے مختصر روایت کرنے سے کسی جملہ کا مدرج ہونا ثابت نہیں ہوسکتا ۔ اس پر مجھے ایک قصہ یاد آیا ، پٹنہ عظیم آباد میں ایک شوق نیموی صاحب حنفیوں کی تائید میں اٹھے تھے ، علاوہ چھوٹے چھوٹے رسالے آپ نے ایک بڑی کتاب آثار السنن بھی لکھنا شروع کی تھی ، آپ کو صحیحین کی حدیثوں کے رد کرنے کا یہی اضطراب وادراج مل گیا تھا ، جس حدیث کو دیکھنا حنفی مذہب کے خلاف ہے ، اس کے مختلف الفاظ کو دیکھ کر کہہ کہ یہ حدیث مضطرب ہے ، یا یہ جملہ مدرج ہے ۔

تیسری بحث : بعض لوگوں نے اس حدیث کی نسبت لکھا کہ : یہ حدیث ابن خزیمہ کی حدیث سے منسوخ ہے : '' عن مصعب بن سعد بن أبي وقاص عن ابیه قال : کنا نضع الیدین قبل الرکبتین ، فأمرنا أن نضع الرکبتین قبل الیدین ،، (الاعتبار للحازمی 1/328).

ج : علامہ حازمی نے کتاب '' ناسخ منسوخ ،، میں تحریر فرمایا ہے کہ : اس کے سند میں مقال ہے (صحیح ابن خزیمہ (628) 1 319 ، سنن الکبری للبیہقی 2 100) ، حافظ ابن حجر فتح الباری (2 219) میں تحریر فرماتے ہیں : '' لو صح لکان قاطعا للنزاع ، لکنه من افراد ابراہیم بن اسماعیل بن یحیی بن سلمة بن کہیل عن أبیه ، ہما ضعیفان ،، ، یعنی : '' اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو قاطع نزاع ہوجاتی ، لیکن اس کی سند میں ابراہیم بن اسماعیل بن یحیی بن سلمہ اوران کے باپ منفرد ہیں ، اور وہ دونوں ضعیف ہیں ،، ۔

اگر کوئی کہے کہ حدیث ابوہریرہ وابن عمر کی وائل بن حجر والی حدیث سے منسوخ ہے ۔

جواب اس کا یہ ہے کہ : نسخ کے لیے شرط یہ ہے کہ ناسخ اور منسوخ دونوں ایک درجہ کے ہوں ، اور ناسخ کا متاخر ہونا متعین ہو ، اور یہاں دونوں شرطیں مفقود ہیں :

اولا : تو یہ ہے کہ دونوں ایک درجہ کی نہیں ۔ وائل بن حجر کی حدیث مرجوح ہے ۔ اوران کی جرحین غیر مدفوع ہیں جیسا کہ ابھی آتا ہے ۔

ثانیا : تاریخ معلوم نہیں ۔

چوتھی بحث : کیا حضرت ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمر کی حدیث (جس میں سجدہ جاتے ہوئے پہلے ہاتھوں کے رکھنے کا حکم ہے اور ابن عمر کا فعل ہے اور وہ آں حضرت ﷺ کا فعل بیان کرتے ہیں) سلف میں معمول بہ تھی ، اور اس کے لوگ قائل وعامل تھے یا نہیں ؟ ۔

ج : اس حدیث کے ساتھ معمول ہونا حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فعل (جو سنت کی پابندی میں سخت متشدد تھے) صحیح بخاری سے مذکور ہوچکا اور ابن خزیمہ کی روایت سے یہ بھی مذکور ہوچکا کہ عبداللہ بن عمر نے ایسا کرتے ہوئے آں حضرت ﷺ کو دیکھا تھا ۔ امام اوزاعی کہتے ہیں : '' أدرکت الناس یضعون أیدیہم قبل رکبہم ،، (عون المعبود 3 50) ، یعنی : '' میں نے تمام لوگوں کو ایسے ہی پایا کہ لوگ پہلے سجدہ جاتے ہوئے ہاتھ ہی رکھتے تھے ،، ۔ ابوبکر بن داوٗد کہتے ہیں : '' ہو قول أصحاب الحدیث ،، (تذکرۃ الحفاظ 1 23 ، تحفۃ الاحوزی 2 31) یعنی : '' یہی اہل حدیثوں کا قول ہے ،، ۔ اگرچہ علامہ ابن اقیم نے '' بعض ،، کی قید لگائی ہے تاکہ امام شافعی وغیرہ کو مستثنی کریں ۔

عون المعبود (3 50) میں ہے : '' وحدیث أبي ہریرة یدل علی سنیة وضع الیدین قبل الرکبتین ، وإلیه ذہب والازاعی ومالک بن انس وابن حزم فی روایة ، وقال ابوبکر بن أبي داوٗد : ہذہ سنة تفرد بہا اہل المدینة ولہم فیہا سندا ،، ، یعنی کی یہ حدیث : قبل گھٹنے کے ، ہاتھوں کا رکھنا مسنون ہے ۔ اس پر دلالت کرتی ہے ، اور اسی طرف گئے ہیں اوزاعی ، مالک بن انس اور ابن حزم ایک روایت میں ، ابن ابی داوٗد کہتے ہیں : اہل مدینہ اس سنت کے منفرد ہیں ، اس کے لیے ان کے پاس دو سندیں ہیں ،، (ایک ابوہریرہ کی اور ابن عمر کی) ۔

پانچویں بحث : کیا جو جرحین وائل بن حجر کی حدیث پر ہیں وہ مرفوع ہیں ، جس میں ہاتھوت کے پہلے گھٹنے رکھنے کا ذکر ہے ۔ '' قال الترمذی : لا نعرف أحدا رواہ غیر شریک ، وذکر أن ہماما رواہ عن عاصم مرسلا ، ولم یذکر وائل بن حجر (رضی اللہ عنہ ،، (سنن الترمذی (768) 2 57) ، وقال النسائی : '' لم یقل ہذا عن شریک غیر یزید بن ہارون ،، . (السنن الکبری للنسائی 2478

یعنی : '' ترمذی کہتے ہیں : شریک کے سوا مجھے معلوم نہیں کہ دوسرے نے روایت کی ہو ، ہاں ہمام نے البتہ عاصم سے مرسل روایت کی ہے ، اور صحابی کو چھوڑ دیا ہے ،، ۔ امام نسائی کہتے ہیں : '' شریک سے یزید کے سوا دوسرے سے نہیں روایت کی ہے ،، ۔ اور شریک کی نسبت کتب رجال میں ہے : '' لیس بالقوی فیما ینفرد به ،، ، قال البیہقی : '' ہذا حدیث یعد أفرد شریک القاضی ، وإنما تابعه ہمام مرسلا ، ہکذا ذکرہ البخاری وغیرہ من الحفاظ المتقدمین ، قال فی عون المعبود : وشریک ہذا ہو ابن عبداللہ النخعی القاضی ، وفیه مقال ، وقد اخرج له مسلم فی المتابعة ،، (عون المعبود 3 48) ، خلاصہ یہ ہے کہ شریک اس روایت کے ساتھ منفرد ہیں ان کی روایت متابعت کے ساتھ قابل اعتبار ہے اور ان کا مرفوع روایت میں کوئی تابع نہیں ۔ پس مرفوع روایت غیر معتبر ہے ۔

اگر کوئی کہے کہ خطابی نے اس حدیث اس وجہ سے ارجح کہا تھا کہ شاہد انس کی حدیث موجود ہے ۔ اگر شریک کا کوئی متابع نہیں ۔) معالم السنن 1 525)

ج : حضرت انس کی روایت میں علاء بن اسماعیل متفرد ہیں اور مجہول ہیں (1) پس یہ شہادت کالعدم ۔ حاکم فرماتے ہیں '' ہو منکر ،، ، باوجود اس کے حاکم کا یہ فرمانا : '' ہو علی شرطہما ولا أعلم له علة ،، (2) بالکل تساہل ہے ۔

علامہ ابن القیم نے باایں ہمہ وائل بن حجر کی حدیث کو راجح قرار دیا اور اس کی دس وجہیں بیان فرمائیں (زاد المعاد1 229 230)، ہم ضروری خیال کرتے ہیں کہ انہیں نقل کر کے ان کی تنقیح کر دیں۔ اگرچہ امام شوکانی نے اکثر وجہوں کا جواب دے کر بعض کو اہل علم کے حوالہ کیا ہے۔

لأنہ أثبت من حدیث أبي ہریرۃ، قالہ الخطابي وغیرہ،،(4) ''یعنی: ''خطابی وغیرہ نے چوں کہ اثبت کہا، اس لیے راجح ہے،،۔''

ج: خطابی کے اثبت وارجح کہنے کی وجہ علاء ابن اسماعیل کی روایت تھی جس کو شاہد قرار دیا تھا، اس کا حال واضح ہوچکا۔

حدیث ابوہریرہ مضطرب المتن ہے۔(2)

ج: اس کا مفصل جواب ہوچکا۔

ماتقدم من تعلیل البخاري والدارقطني وغیرہما امام دارقطنی وبخاری نے معلل بتایا ہے۔(1)

ج: امام بخاری ودارقطنی وغیرہ کی تعلیل کا جواب مفصلاً گذرا۔

ج: إنہ علی تقدیر ثبوتہ، قد ادعی فیہ جماعۃ من أہل العلم النسخ ایک جماعت نے اسے منسوخ قرار دیا ہے۔

ج: نہ تو مجرد دعویٰ مسموع ہوتا ہے نہ وجہ ترجیح ہوسکتا ہے، اور نہ وائل بن حجر کی روایت کے منسوخ ہونے کا بھی دعویٰ کیا گیا ہے۔

انہ الموافق لنہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من البروک کبروک الجمل فی الصلاۃ یعنی: ،وائل بن حجر کی حدیث بروک جمل کے نہی کے موافق ہے، جس میں حکم ہے وہ کسی طرح ''نہی عن بروک الجمل،، کے مخالف نہیں کما وضحنا(5) مفصلا.

وائل بن حجر کی حدیث عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمر، عبداللہ ابن مسعود وغیرہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی حدیث کی ترجیح کے چند وجوہ بیان فرمائی ہیں۔(5)

کی حدیث میں حکایت فعل ہے اور قول فعل پر راجح ہے، کیونکہ اصول مقرر ہوچکا ہے کہ آپ ﷺ کے قول کا معارض خاص نہیں ہوسکتا۔ کی حدیث میں امر وحکم وقول ہے۔ اور وائل بن حجر حضرت ابوہریرہ(1)

کی حدیث میں نہی ہے جو محل نظر ہے۔ یہ خود ایک مرجح مستقبل ہے۔ بخلاف وائل کی حدیث کے کہ اس میں حکایت محل ہ ے۔ حضرت ابوہریرہ(2)

یہ مضمون طوئل ہوگیا، نیل الاوطار، زاد المعاد، صحیح البخاری، فتح الباری، دار قطنی، عون المعبود، تحفۃ الاحوزی اور خلاصہ کتاب الاعتبار وغیرہ سے اخذ کیا گیا ہے، ناظرین توجہ سے پڑھیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عبدالسلام مبارکپوری (جریدہ اہل حدیث امرتسر، 7 ربیع الاول 1334ھ 14 جنوری 1915ء)۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 336

محدث فتویٰ